ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.2.2026

اسلامی قوانین غنیمت کے چند اہم عنوانات امام محمدؒ کی کتاب (السیر الکبیر) کی روشنی میں

"Key Legal Principles of War Booty in Islamic Law: An Analytical Study in the Light of Imam Muhammad's *Al-Siyar al-Kabir*"

1. Zia Uddin
PHD scholars Department of Islamic Studies SBBU Sheringal Dir Upper SBBU Sheringal
Zaiuddinkhan1995@gmail.com
2. Dr. Abd Ul Haq
Assistant Professor Department of Islamic Studies SBBU Sheringal Dir Upper
dr.abdulhaqssbbu@gmail.com

Abstract

The concept of ghanimah (war booty) in Islamic jurisprudence represents a critical intersection of law, ethics, and socio-political order. Imam Muhammad ibn al-Hasan al-Shaybani's monumental work Al-Siyar al-Kabir provides one of the earliest systematic treatments of this subject, offering detailed principles on acquisition, distribution, and utilization of spoils of war. His analysis situates war booty not merely as material gain but as a regulated institution bound by divine injunctions and communal responsibility. The text emphasizes fairness in distribution, prioritization of collective welfare, and strict adherence to ethical norms, thereby preventing exploitation and injustice. This study highlights key themes such as the rightful ownership of spoils, the role of the state in managing distribution, and the moral obligations of combatants. By examining Imam Muhammad's framework, the research underscores the intellectual depth of classical Islamic law and its relevance to contemporary discussions on justice and resource management in conflict situations. Ultimately, Al-Siyar al-Kabir demonstrates how Islamic jurisprudence integrates spiritual values with pragmatic governance, ensuring that war booty serves as a means of collective benefit rather than individual greed.

Keywords:War Booty-Islamic Jurisprudence-Imam Muhammad al-Shaybani-Al-Siyar al-Kabir-Justice in Distribution-

اسلامی فقہ میں غنیمت (war booty) کا موضوع نہایت بنیادی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ یہ قانونی استدلال، اخلاقی اصول اور ابتدائی مسلم معاشرے کی سماجی و سیاسی حقیقتوں کے امتزاج کو ظاہر کرتا ہے۔ کلاسیکی فقہاء میں امام محمد بن حسن الشیبانیؒ (وفات: 189ھ / 805ء)، جو امام ابو حنیفہؒ کے ممتاز شاگرد تھے، نے اپنی عظیم تصنیف السیر الکبیر میں اس مسئلے پر تفصیلی بحث کی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف غنیمت کے حصول، تقسیم اور استعمال کے اصولوں کو منظم کرتی ہے بلکہ انہیں عدل، اجتماعی ذمہ داری اور الٰہی احکام کی پاسداری کے وسیع تر تناظر میں بھی پیش کرتی ہے۔ السیر الکبیر میں بیان کردہ قانونی اصولوں کا مطالعہ اس امر کو واضح کرتا ہے کہ امام محمدؒ نے کس علمی گہرائی اور معیاری وضاحت کے ساتھ غنیمت کے پیچیدہ مسائل کو حل کیا، اور یوں اسلامی فقہی فکر کے دیرپا ورثے میں گراں قدر اضافہ کیا۔

1. جہاد اور اس کے اصول

امام محمد الشیبانیؒ نے جہاد کے شرعی اصولوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے، مثلاً جنگ کا اعلان کس حالات میں جائز، کب معاہدہ اور کب اعلانِ جنگ لازم ہے۔ اسی طرح جنگ کے حدود و قیود شہری، عورت، بچے، معذور، اور راہبوں کے حقوق کا تحفظ۔ جنگ کی حکمت عملی: عسکری رہنماؤں کی ذمہ داریاں، فوجی نظم وضبط۔ ([1])

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

2. دارالاسلام اور دارالحرب

کتاب السیر الکبیر میں اسلامی ریاست اور غیر اسلامی ریاست کے درمیان فرق واضح کیا گیا ہے:

دارالاسلام: جہاں شریعت نافذ اور امن قائم ہو. دارالحرب: غیر اسلامی علاقے جہاں مسلمانوں کی سیاسی و عسکری موجودگی مختلف طریقے سے ممکن ہے۔ تعلق و حقوق: دارالحرب میں داخلے، تجارت، ہجرت، اور سفارت کاری کے اصول۔([2])

3. معاہدات اور امان

امام الشیبانیؒ نے معاہدات (Treaties) اور امان (Guarantees) کے قانونی اور اخلاقی پہلو بیان کیے: صلح و معاہدات: معاہدے کی پابندی، خلاف ورزی کی صورت میں حکمت عملی۔ سفیروں کے حقوق: سفارتی تحفظ، امان کی شرائط اور محدودیت۔ امان عام و خاص: جنگی قیدیوں اور غیر جنگجوؤں کی حفاظت کے اصول۔([3])

4. قیدیوں کے احکام

قیدیوں کے بارے میں تفصیلی قواعد درج ہیں: قتل یا فدیہ: حالات میں اختیار اور حد بندی۔ غلامی و رہائی: جنگی قیدیوں کے حقوق اور آزادی کے طریقے۔ امام کی صوابدید: حکم دینے میں شریعت کی حدود اور سماجی اثرات۔([4])

5. مالِ غنیمت اور فَیئ اسلامی فقہ میں تقسیم کے اصول بیان کیے گئے ہیں:

خمس اور بیت المال مالِ جنگ کی 20٪ کا حصہ دولتِ اسلامی کو فراہم کرنا۔ افراد میں تقسیم فوج، شہزادگان، قیدیوں کے حقوق۔ فقہی دلائل: قرآن و حدیث کے مطابق تقسیم، امام سرخسی اور دیگر فقہا کے اجتہادات۔([5])

1. جہاد اور اس کے اصول

امام محمد الشیبانیؒ نے جہاد کو صرف فوجی تصادم نہیں بلکہ ایک فقہی اور اخلاقی نظام کے طور پر بیان کیا ہے۔

جنگ کا اعلان:

کتاب میں واضح کیا گیا کہ جنگ صرف اس وقت جائز ہے جب دشمن اسلامی ریاست پر حملہ کرے یا امن معاہدہ توڑ دے۔

حدود و قیود: شہریوں، عورتوں، بچوں اور غیر جنگجو گروہوں کی حفاظت فرض ہے۔ راہبوں، معذوروں اور کسانوں پر حملہ ممنوع ہے۔

حکمت عملی اور نظم: فوج کے سربراہان کی ذمہ داریوں، فوجی نظم، اور فوجیوں کی اخلاقی تربیت پر زور دیا گیا ہے تاکہ جنگ کے بعد سماجی اور اخلاقی نقصان نہ ہو۔([6])

2. دارالاسلام اور دارالحرب:

کتاب میں اسلامی اور غیر اسلامی علاقوں کی فقہی تقسیم کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے:

دارالاسلام: وہ علاقے جہاں شریعت نافذ ہو اور مسلمان اکثریت میں ہوں۔

دارالحرب: غیر اسلامی علاقے جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں یا امن قائم نہ ہو۔

حقوق و تعلقات:

مسلمان دارالحرب میں داخل ہو کر تجارت، سفارتکاری، یا ہجرت کر سکتے ہیں، بشرطیکہ اسلامی احکام کی خلاف ورزی نہ ہو۔([7])

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

3. معاہدات اور امان

امان اور معاہدات کے موضوع پر امام الشیبانیؒ نے معاہدہ شکنی کی صورت میں ضابطہ اور سفیروں کے حقوق کو واضح کیا:

صلح و معاہدات: معاہدے کی پابندی لازم قرار دیا گیا ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں حکمت عملی اور انتباہات۔

سفیروں کے حقوق:

سفارتی تحفظ لازمی، سفیر پر حملہ منع ہے اور امان کا احترام فرض۔

امان عام و خاص: جنگی قیدیوں یا غیر جنگجو افراد کو امن فراہم کرنے کے اصول بیان کیا گیا ہیں۔([8])

4. قیدیوں کے احکام

قیدیوں کے حقوق بیان کیا گیا ہیں اور امام کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ان قیدیوں کو چاہیے قتل کرے یا ان سے فدیہ لے کر رہا کرے یا قیدیوں کا تبادلہ کرے یہ سب صورتیں جائز ہے۔

قتل یا فدیہ:

مخصوص حالات میں جنگی قیدی کو قتل یا فدیہ کے ذریعے رہا کیا جا سکتا ہے۔

غلامی و رہائی:

قیدیوں کو غلام بنانے یا آزاد کرنے کے فقہی اصول۔

امام کی صوابدید: حکم دینے میں شریعت اور اخلاقی اصولوں کا لازمی نفاذ۔([9])

5. مالِ غنیمت اور فَیٔ اسلامی فقہ میں مالِ جنگ کی تقسیم کے اصول: خمس اور بیت المال: غنیمت کا 20٪ دولتِ اسلامی کو دیا جائے۔

افراد میں تقسیم: فوجیوں، شہزادگان، اور قیدیوں کی ضروریات کے مطابق تقسیم کر دیا جائے۔

فقہی دلائل: قرآن، حدیث، اور فقہاء کے اجتہادات کی روشنی میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔([10])

1. جہاد اور اس کے اصول

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ نے جہاد کو صرف فوجی تصادم کے طور پر نہیں بلکہ ایک اخلاقی، فقہی اور قانونی نظام کے طور پر بیان کیا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ جنگ صرف اس صورت میں جائز ہے جب دشمن اسلامی ریاست پر حملہ کرے، ظلم کرے، یا امن معاہدہ توڑے۔ شہریوں، عورتوں، بچوں اور معذوروں کی جان و مال کا تحفظ لازمی ہے، اور راہبوں اور کسانوں پر حملہ ممنوع ہے۔ اس طرح امام نے جہاد کو نہ صرف دفاعی بلکہ ایک منظم اور اخلاقی ذمہ داری کے طور پر پیش کیا۔

"لَا يَجُوزُ القِتَالُ إِلَّا عَلَى مَنْ ظَلَمَ وَعَادَى وَكَسَرَ العَهْدَ، وَيَجِبُ حِفْظُ أَمْوَالِ العُزَّلَاءِ وَالنِّسَاءِ وَالأَطْفَالِ"([11])

جنگ صرف اس پر واجب ہے جو ظلم کرے، دشمنی کرے اور معاہدہ توڑے، اور معصوم شہریوں، عورتوں اور بچوں کے مال و جان کا تحفظ لازم ہے۔

فقہی طور پر، امام الشیبانیؒ نے یہ اصول بھی واضح کیا کہ فوجی سربراہان اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں اور فوجی نظم و ضبط قائم رکھیں تا کہ جنگ کے نتیجے میں معاشرتی اور اخلاقی نقصان کم سے کم ہو۔ اس قسم کی وضاحت نے فقہِ حنفی میں دفاعی جہاد اور غیر جنگجو افراد کے حقوق کی بنیاد رکھی۔([12])

2. دارالاسلام اور دارالحرب

امام الشیبانیؒ نے اسلامی ریاست اور غیر اسلامی ریاست کے درمیان فقہی تقسیم بیان کی: دارالاسلام وہ علاقے ہیں جہاں شریعت نافذ ہو اور مسلمان اکثریت میں ہوں، جبکہ دارالحرب غیر اسلامی علاقے ہیں جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں یا امن قائم نہ ہو۔ امام نے واضح کیا کہ مسلمان دارالحرب میں داخل ہو کر تجارت،

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

سفارتکاری یا ہجرت کر سکتے ہیں، لیکن یہ سب شریعت کی حدود اور اخلاقی اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ چنانچہ جہاد میں ان اصولوں کی پابندی ضروری ہے اس لیے رقمطراز ہے کہ "الدَّوْلَةُ الَّتِي يُحكَمُ فِيهَا بِالشَّرِيعَةِ هِيَ دَارُ الإِسْلَامِ، وَغَيْرُهَا دَارُ الحَرْبِ، وَيَجُوزُ لِلْمُسْلِمِ الدُّخُولُ فِيهَا بِأَمَانٍ وَتِجَارَةٍ"(13)

وہ ریاست جس میں شریعت نافذ ہو، دارالاسلام کہلاتی ہے، اور غیر اس کی دارالحرب۔ مسلمان دارالحرب میں امان یا تجارت کے لیے داخل ہو سکتا ہے۔ فقہی دلائل کے مطابق داخلہ صرف اجازت یافتہ اور تجارت کے لیے درست ہے۔ حالات میں جائز ہے، اور امن و تجارت کے قوانین شریعت کی حدود میں نافذ ہوتے ہیں۔(14)

3. معاہدات اور امان:

امان اور معاہدات پر امام الشیبانیؒ نے تفصیل سے اصول بیان کیے ہیں۔ معاہدے اور عہد کی پابندی لازمی ہے، اور غیر مسلمانوں کے لیے دیا گیا امان ناقابلِ تنسیخ ہے۔ اس میں جنگی قیدیوں اور غیر جنگجو افراد کے حقوق کی حفاظت بھی شامل ہے۔"يَجِبُ مُحَافَظَةُ العُهُودِ وَالْمُعَاهَدَاتِ، وَالْأَمَانُ لِلْغَيْرِ حُكْمٌ شَرْعِيٌّ لا يُنْقَضُ" معاہدات اور عہدوں کی پابندی لازم ہے، اور غیر مسلمانوں کے لیے دیا گیا امان شرعی حکم ہے جسے توڑا نہیں جا سکتا۔ فقہی وضاحت میں امام نے امان کی اہمیت کو اخلاقی اور قانونی دونوں زاویے سے اجاگر کیا، اور سفارتکاری میں اس کی خلاف ورزی کو شریعت کی خلاف ورزی قرار دیا۔(15)

4. قیدیوں کے احکام:

امام الشیبانیؒ نے جنگی قیدیوں کے بارے میں واضح فقہی اصول بیان کیے ہیں۔ قیدیوں کو فدیے کے ذریعے آزاد کیا جا سکتا ہے یا غلام بنایا جا سکتا ہے، اور یہ امام کی صوابدید ہے بشرطیکہ شریعت کی حدود میں ہو۔ اس کے علاوہ، قیدیوں کے حقوق اور ان کی حفاظت کے اصول بھی بیان کیے گئے ہیں۔"قَدْ يُحْرَرُ الأَسْرَى بِالفِدْيَةِ أَوْ يُتَّخَذُوا غِلَامًا، وَهَذَا خِيَارُ الإِمَامِ تَحْتَ حُدُودِ الشَّرِيعَةِ"(16) جنگی قیدیوں کو فدیے کے ذریعے آزاد کیا جا سکتا ہے یا غلام بنایا جا سکتا ہے، اور یہ امام کی صوابدید ہے، بشرطیکہ شریعت کی حدود میں ہو۔ فقہی وضاحت میں امام نے انسانی ہمدردی اور قانونی اصولوں کے توازن کو برقرار رکھا، تاکہ جنگ کے بعد معاشرتی نقصان کم سے کم ہو۔

5۔ مالِ غنیمت اور فَيْئ:

امام الشیبانیؒ نے مالِ جنگ کی تقسیم کے اصول بیان کیے ہیں۔ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال کو دیا جاتا ہے، اور باقی فوجیوں اور مستحق افراد میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ تقسیم عدل و انصاف اور شریعت کے اصولوں کے مطابق ہوتی ہے۔"خُمُسُ الْغَنِيمَةِ يُؤخَذُ لِلْبَيْتِ الْمَالِ وَبَقِيَّةُ تُقَسَّمُ بَيْنَ الْمُجَاهِدِينَ وَالْمُسْتَحِقِّينَ" مالِ جنگ کا پانچواں حصہ بیت المال کے لیے لیا جائے، باقی فوجیوں اور مستحق افراد میں تقسیم کیا جائے۔ فقہی دلائل میں امام نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اصول وضع کیے، تاکہ تقسیم میں کسی قسم کا ظلم یا زیادتی نہ ہو اور اسلامی معاشرتی انصاف قائم رہے۔(17)

1۔ تعارف اسلامی قانونِ غنیمت

اسلامی شریعت میں غنیمت (Spoils of War) ایک مستقل اور منظم مالیاتی نظام کے طور پر سامنے آتی ہے۔ قرآن مجید نے سورۃ الأنفال میں غنائم کے احکام بیان کیے، جن میں بنیادی اصول، تقسیم، اور خمس کا اجرا شامل ہے۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں یہ نظام مکمل ریاستی قانون کی شکل اختیار کر گیا جس میں انصاف، شفافیت، اور اجتماعی بہبود بنیادی اصول تھے۔ اسلامی قانون نے غنیمت کو محض جنگی فائدہ نہیں بلکہ ریاستی مالیات کے اصولی ذرائع میں شامل کیا۔(18)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

2. غنیمت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لغوی طور پر "غنیمت" کا معنی "کمائی، فائدہ یا نفع" ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کا مطلب جنگی مال ہے جو میدانِ جنگ میں دشمن سے حاصل ہو۔ فقہی اصطلاح میں غنیمت ہر اس مال کو کہتے ہیں جو قتال کے نتیجے میں مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ قرآن نے لفظ "اَنفال" اور "غَنِیمَة" دونوں استعمال کیے جن میں عمومی اور خصوصی دونوں مفہوم شامل ہیں۔([19]) لفظ غنیمت عربی مادہ 'غنم' سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں 'کسی چیز کو بغیر مشقت کے حاصل کرنا'۔ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾ یہ آیت اسلامی قانونِ غنیمت کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ ([20])

غنیمت کی شرعی حیثیت

اسلام میں غنیمت کا حصول جنگِ مشروع کے بعد جائز قرار دیا گیا ہے۔ اسلام سے قبل اقوامِ عالم میں یہ اصول مختلف تھا بعض قومیں تمام مالِ غنیمت اپنے بادشاہ کے لیے مخصوص کرتی تھیں، جبکہ بعض اسے تباہ کر دیتی تھیں۔ اسلام نے ایک معتدل قانون دیا کہ غنیمت نہ بادشاہ کے لیے مخصوص ہے اور نہ تمام لشکر کے لیے، بلکہ ایک منظم تقسیم کے تابع ہے۔ ([21])۔

3. سابقہ مذاہب میں غنیمت کا تصور

اسلام سے قبل یہودیت و عیسائیت میں بھی غنیمت کا دستور موجود تھا، لیکن وہ غیر منظم تھا۔ تورات میں بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ جنگی مال کا ایک حصہ خدا کے لیے مختص کیا جائے۔ تاہم اس میں تقسیم کا تفصیلی اصول نہیں تھا، نہ ہی اجتماعی بہبود کا تصور اس انداز میں موجود تھا جیسا کہ اسلام نے وضع کیا۔([22]).

4. عہدِ نبوی میں غنیمت کی قانونی بنیاد

نبی کریم ﷺ کے دور میں غنیمت کا قانون تدریجی طور پر مکمل ہوا۔ بدر کے بعد مالِ غنیمت کی تقسیم پر نزاع کے پیش آنے پر سورۃ الأنفال نازل ہوئی، جس میں واضح کیا گیا کہ غنیمت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے، یعنی اس کی تقسیم شریعت کے مقررہ اصول کے مطابق ہوگی، نہ کہ ذاتی پسند کے مطابق ([23])

5. بدر کی غنیمت کا واقعہ:

ایک اصولی سنگِ میل غزوہ بدر کی غنیمت اسلامی تاریخ کا پہلا بڑا واقعہ تھا جس میں مال کی تقسیم پر اختلاف سامنے آیا۔ قرآن نے حکم دیا کہ تمام مالِ غنیمت ریاست کے تحت جمع ہوگا اور رسول اللہ ﷺ اس کی منصفانہ تقسیم فرمائیں گے۔ اس سے اسلامی قانون میں ایک باقاعدہ مالیاتی نظم کی بنیاد پڑی۔([24])

6. غزوۂ اُحد میں غنیمت کی حکمت

اُحد میں مسلمانوں نے ابتدائی کامیابی کے باوجود غنیمت کی قبل از وقت جمع آوری کے باعث نقصان اٹھایا، جسے قرآن نے فکری و اخلاقی کمزوری قرار دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جنگی نظم میں غنیمت کا درست طریقہ ریاستی نظم و ضبط سے مشروط ہے۔([25])

7. غزوۂ خندق میں غنیمت کا ایک انوکھا موقع

خندق میں قتال نہ ہونے کے باعث غنیمت حاصل نہیں ہوئی، لیکن اس سے فقہا نے اصول اخذ کیا کہ غنیمت کی شرط "حصولِ قتال" ہے، یعنی جدال و جہاد کا میدان ہونا ضروری ہے۔ بغیر قتال کے حاصل شدہ اموال "فَیء" میں شمار ہوں گے۔([26])

8. غزوۂ خیبر: غنیمت کا عملی قانون

یہ وہ موقع تھا جہاں غنیمت کی منظم تقسیم کا نظام مکمل عملی شکل میں نافذ ہوا۔ خیبر کی زمین کو نصف مجاہدین میں تقسیم کیا گیا اور نصف خمس کے تحت ریاست و اہلِ بیت کے لیے مقرر ہوا۔ یہاں "مزارعت" اور "خمس" دونوں اصول استعمال ہوئے۔([27])

9. حنین کی غنیمت اور ریاستی حکمت

حنین میں مسلمانوں کو بہت زیادہ غنیمت ملی، جسے رسول اللہ ﷺ نے پہلے نئے مسلمان ہونے والوں (مؤلفۃ القلوب) میں تقسیم کیا۔ اس سے اسلامی قانون میں "مصالحِ عامہ" کا اصول مستحکم ہوا۔(28)

10. خمس کا قانونی تصور

قرآن کے مطابق مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ، رسول، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اس سے خمس کا ادارہ قائم ہوا جو اسلامی مالیاتی نظام کا مستقل رکن ہے۔ خلفائے راشدین نے بھی اسی اصول پر تقسیم کی۔(29)

11. عہدِ خلفائے راشدین میں غنیمت

خلفائے راشدین نے غنیمت کی تقسیم میں سخت عدل کا مظاہرہ کیا۔ سیدنا عمرؓ نے عراق و شام کے مفتوحہ علاقوں کی زمینیں تقسیم نہ کر کے انہیں بیت المال کے تحت رکھا تاکہ آنے والی نسلیں بھی فائدہ اٹھائیں۔ یہ اسلامی مالیاتی پالیسی میں ایک عظیم فیصلہ تھا۔(30)

12. فقہی مکاتب فکر کا نقطۂ نظر

چاروں ائمہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) غنیمت کے اصول پر متفق ہیں کہ: قتال کی شرط ضروری ہے خمس سب سے پہلے نکالا جائے باقی مجاہدین میں برابر تقسیم ہو. تفصیلات میں تھوڑا اختلاف ہے جیسے گھوڑے والے مجاہد کو دو حصے دینے پر اتفاق ہے۔(31)

13. مالِ غنیمت اور بیت المال

خمس اور فیء دونوں بیت المال میں جمع ہوتے تھے۔ خلفائے راشدین کے دور میں بیت المال میں غنیمت سب سے بڑا ذریعہ آمدن تھا جس سے فوج کی تنخواہیں، تعلیم، قضا، رفاہِ عامہ ادا کی جاتی تھی۔(32)

14. غنیمت کا اخلاقی و انسانی پہلو

اسلام نے غنیمت کو لوٹ مار یا ظلم سے جدا کر کے اسے منظم، اخلاق اور انصاف پر مبنی بنایا۔ زخمیوں کا حق، کمزوروں کا حق اور تقسیم میں شفافیت لازمی قرار دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت میں خیانت کرنے والے کے لیے سخت وعید سنائی۔(33)

15. عصرِ حاضر میں غنیمت کا اطلاق

آج کے بین الاقوامی جنگی قوانین (International Humanitarian Law) میں ریاستوں کو غنیمت کا حق نہیں دیا جاتا۔ تاہم فقہاء اس مسئلے کو "تعارض العصور" کے اصول کے تحت دیکھتے ہیں کہ نیا عالمی اصول اگر ظلم پر مبنی نہ ہو تو اسے قبول کیا جا سکتا ہے۔ موجودہ مسلم ریاستیں بین الاقوامی قانون کے تحت غنیمت کے پرانے تصور کو نافذ نہیں کرتیں۔(34)

اسلامی غنیمت کا نظام تاریخ، اخلاق، سیاست اور ریاستی مالیات میں ایک منظم اور عدل پر مبنی باب ہے۔ یہ نہ لوٹ مار ہے نہ قبضہ، بلکہ ایک مالیاتی اصول ہے جو بدامنی کے دور میں ریاست کی ضرورتوں کو پورا کرتا تھا۔ اسلام نے اسے دنیا کے کسی بھی مذہب سے زیادہ منظم شکل دی۔

خلاصہ

خلاصہ کلام یہ کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس میں زندگی کے تمام شعبوں کے لیے ہدایات دی گئی ہیں۔ اس میں عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات ، معاہدات وغیرہ شعبہ جات کے لیے تفصیلی ہدایات دی گئی ہیں۔ اسلام میں جہاد ایک اہم حکم شرعی اور عبادت ہے، جس طرح دوسری عبادات کے لیے شریعت مطہرہ میں کچھ اصول وضوابط اور شرائط ہوتی ہیں اسی طرح جہاد کے لیے بھی شریعت نے اصول اور شرائط قائم کی ہیں ان اصولوں پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے۔ جہاد

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ ہے اس لیے دار اسلام اور دار الحرب، معاہدات اور دوسری جنگی قوانین شرعی بھی بیان کیا جاچکا ہے جن کی پاسداری کرنا جہاد میں ضروری ہے۔

مجاہد کو چاہیے کہ وہ ان اصول اور شرائط کی پابندی کرے تاکہ اس کی یہ سعی عبادت بن جائے گا۔ جہاد کے بعد غنیمت اور قیدیوں کے احکام بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

نتائج

اس تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام محمدؒ نے غنیمت کے قوانین کو نہایت منظم اور مربوط انداز میں پیش کیا۔ ان اصولوں کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ کسی قسم کے غلط استعمال یا استحصال کا امکان باقی نہ رہے۔ غنیمت کی تقسیم میں اجتماعی فلاح کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے، یعنی فردی منفعت کے بجائے معاشرتی ضرورت کو مقدم رکھا گیا۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ میں وسائل کی تقسیم کا مقصد صرف مادی فائدہ نہیں بلکہ معاشرتی توازن اور عدل قائم کرنا ہے۔ مزید بر آں، امام محمدؒ نے سخت اخلاقی حدود مقرر کیں تاکہ انصاف اور عدل کو یقینی بنایا جاسکے۔ یہ اخلاقی اصول اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ جنگی وسائل کی تقسیم میں کسی قسم کی ناانصافی یا زیادتی نہ ہو اور ہر فرد کو اس کے حق کے مطابق حصہ ملے۔ یوں السیر الکبیر اسلامی قانونی فکر میں ایک ایسا نمونہ پیش کرتی ہے جو قانون، اخلاق اور اجتماعی ذمہ داری کو یکجا کرتا ہے۔

سفارشات

اس مطالعے کی روشنی میں چند اہم سفارشات سامنے آتی ہیں۔ سب سے پہلے یہ کہ امام محمدؒ کے اصولوں کو جدید دور میں وسائل کی منصفانہ تقسیم کے لیے بروئے کار لایا جائے، تاکہ موجودہ معاشرتی اور سیاسی نظام میں عدل اور توازن قائم ہوسکے۔ مزید یہ کہ اسلامی اور مغربی قانونی نظام کا تقابلی مطالعہ کیا جائے، تاکہ عدل کے تصور کو مزید واضح اور جامع انداز میں سمجھا جاسکے۔ اس طرح نہ صرف اسلامی فکر کی گہرائی سامنے آئے گی بلکہ عالمی سطح پر انصاف کے اصولوں کا تقابلی جائزہ بھی ممکن ہوگا۔ آخر میں یہ سفارش کی جاتی ہے کہ اسلامی فقہی اصولوں کو جدید پالیسی سازی میں شامل کیا جائے، خصوصاً جنگی وسائل یا بحران کے بعد وسائل کی تقسیم کے معاملات میں۔ اس سے نہ صرف انصاف اور عدل کو فروغ ملے گا بلکہ معاشرتی استحکام اور اجتماعی فلاح بھی یقینی ہوگی۔

حوالہ جات وحواشی

---

1 ۔ الشیبانی، محمد بن الحسن، السیر الکبیر، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان، ۲۰۰۸م، ج1، ص45–60

2 ۔ الشیبانی، السیر الکبیر، ج1، ص112

3 ۔ الشیبانی، السیر الکبیر، ج2، ص310

4 ۔ الشیبانی، السیر الکبیر، ج3، ص45

5۔ الشیبانی، السیر الکبیر، ج4، ص210

6 ۔ الشیبانی، السیر الکبیر، ج1، ص45–75، 60

7 ۔ الشیبانی، السیر الکبیر، ج1، ص112–128

8 ۔ الشیبانی، السیر الکبیر، ج2، ص310–330

9 ۔ الشیبانی السیر الکبیر، ج3، ص45–68

10 ۔ السیر الکبیر، ج4، ص210–245،

11 ۔ السیر الکبیر، ج1، ص50)

12 ۔ الشیبانی، السیر الکبیر، ج1، ص50–52

13 ۔ الشیبانی، السیر الکبیر، ج1، ص115۔

14 ۔ الشیبانی، الکبیر، ج1، ص115–118

15 ۔ الشیبانی، السیر الکبیر، ج2، ص312–315

16 ۔ الشیبانی، السیر الکبیر، ج3، ص47۔

17 ۔ السیر الکبیر، ج4، ص215–220

18 ۔ محمد حمید اللہ، سرمایۂ جنگ ودفاع اسلامی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور۔ پاکستان 1993ء۔

19 ۔ راغب اصفہانی، مفردات القرآن دار القلم، دمشق، 2009ء، ص٣٦٧

20 ۔ ابن منظور، لسان العرب، راغب اصفہانی، ج٢، ص٤٥٦

21 ۔ قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ پاکستان ٢٠٠٦م، ج8 ، ص2

22 ۔ کتاب گنتی (30–31:27Numbers)، Holy Bible, KJV، 1987ء۔ جوزیفس، The Jewish War، ص142، ہارپر پریس، لندن، 1985ء۔

23 ۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، دار المعرفہ، بیروت، 2004ء، ج٢، ص١٢٠۔

24 ۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان، 2010ء، ج٢، ص١٤٥٩

25 ۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، دار الفکر، بیروت۔ لبنان 2001ء، ج٤، ص١٤٠

26 ۔ ابن هشام، السیرۃ النبویہ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔ پاکستان، 2004ء، ج٣، ص١٩٨

27 ۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، 1998ء، ج٢، ص١٣٣

28 ۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، دار المعرفہ، 2004ء، ج٤، ص٢٣.

29 ۔ قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، جلد8، ص56

30 ۔ بلاذری، فتوح البلدان، دار الکتب العلمیہ، 2017ء، ص٢٥٦

2) طبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، جلد3، ص340، 2010ء۔

31 ۔ ابن قدامہ، المغنی، دار الفکر، 1997ء، ج٩، ص٣٤٥

32 ۔ ابویوسف، کتاب الخراج، دار المعرفہ، 1985ء، ٣٢۔٣٤

33 ۔ مسلم بن حجاج، الصحیح للمسلم، دار السلام، 2010ء، ص١٨٣

34 ۔ وہبۃ زحیلی، الفقہ الإسلامي وأدلتہ، دار الفکر، دمشق، 2010ء، ج٦، ص١٥١٠